۷۸۶

سلسلۂ انتخابِ دواوینِ اساتذۂ اردو زبان

انتخابِ دیوانِ

عیشی شاگرد مصحفی

جسکو

سید فضل الحسن حسرت موہانی اڈیٹر اردوی معلی نے مرتب کرکے

اردو پریس علیگڈھ میں چھاپا

اور شایع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخاب دیوان عیشی

شاگرد مصحفی

ہے تصور اے ہمنشیں سرتاسر اپنی دید کا
ورنہ ہر ذرّے میں تاباں نور ہے خورشید کا

گر حصولِ مدعا ہو ورنہ ہم سرشاد ہیں
وقفِ برقِ یاس ہی خرمن یہاں اُمید کا

باغِ فانی کے گلوں پر ہی یہ رنگ دلپذیر
ہوگا کیا عالم بہارِ گلشنِ جاوید کا

دلمیں آتا ہے نظر وہ جسنے دل پیدا کیا
جلوہ پیرا ہی جمال اس جام میں جمشید کا

ہمنشیں پابند مت رہ نیست کا اور ہست کا
ہے سارا کھیل مژگاں کے کشاد و بست کا

ہست و بود کون و امکاں ایک گرہ بر بادی
کیا تماشا دیکھیے ہستی کے بند و بست کا

نے بیاباں تک گئے ہم نے گریباں ہی پھٹا
ابکی وحشت میں رہا یہ ضعف پا و دست کا

خوشۂ انگور ہے میرا دلِ پُر آبلہ
جیسے عالم بہا گیا ساقی کی چشمِ مست کا

زخم تیرِ عشق سے عیشی وہی آگاہ ہے
ہے جو زخمی اُس خدنگِ بے کمانِ شست کا

مقبول گوشِ گل بھی میرا فغاں نہ ٹھہرا
ہم دشتِ بقا دل میں خستہ جاں نہ ٹھہرا

مثلِ غبار چھوڑے پیچھے سبک رُوں نے
اوٹھیں ہی اوٹھیں جبتک ہم کارواں ٹھہرا

سو سو کئے تامل عقلِ گرہ کشا نے
لیکن بجز توہم اوسکا دہاں نہ ٹھہرا

عرفانِ بوستاں سے بیفائدہ تھی کاوش
دو دن سے گل زیادہ اے باغباں نہ ٹھہرا

تھا بسکہ بے تعلق مانند نکہتِ گل تو
دوشِ نسیم پر بھی میں کچھ گراں نہ ٹھہرا

کیا خضر دشت پیما جب سامنے ہمارے
آوارہ گرد ہوں میں یہ آ ماں نہ ٹھہرا

اللہ ری نزاکت افراطِ بوئے گل سے
گلزار میں وہ رشکِ صد گلستاں نہ ٹھہرا

سبکو رقیب سے کہئے کس کس سے رشک کیجئے
خورشید وار اوسکا جلوہ کہاں نہ ٹہرا

پردہ جو رخسے اوٹہا اوس رشکِ مہ کے عیشی
رتبہ قمر کا ہرگز بیش از کتان نہ ٹہرا

کیا دبا صرصر گلونکا تیرے دامن زیر پا
رُندہ گیا ظالم دلِ مرغانِ گلشن زیر پا

ساقیا اتنی تو مے پلوا کہ ہنگام خرام
گوشۂ دستار اوچہے جائے وامن زیر پا

چشم عبرت کیوں نہ خوں روئے کہ ہنگام خرام
ہر قدم کس کسکا آجاتا ہے مدفن زیر پا

طرفہ بازار جہاں میں جنس نامعقول ہوں
برق بھی لائی کبھی میرا نہ خرمن زیر پا

رقص کا حیلہ سا کرکے محفلِ عشاق میں
سینکڑوں دل ملگیا وہ شوخ پُرفن زیر پا

مجکو اوس وادی میں پہنچا عشق نے عیشی جہاں
ایک تفتیدہ سی ہی ہر گام گلخن زیر پا

دل گرفتہ ہوں کرو نگا ہوکے میں آزاد کیا
مجہکو یکساں ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

ایک عالم کردیا برباد جسکے حُسن نے
نقش ایسا کہینچا تھا صانع ایجاد کیا

ہچکیاں آتی ہیں ہمکو شیشۂ مے کی طرح
میکشوں کو آج ساقی نے کیا ہے یاد کیا

تا کجا یہہ امتحانِ طاقت صبر و شکیب
جانِ جان آخر دل عشاق کی بنیاد کیا

خون ہوا عیشی رگوں سے چشم تر کی موج زن
تھا خیال نوک مژگاں نشترِ فصاد کیا

کس آگ سے مرا دل اندوہگین جلا
جو شمع ساں میں تانفسِ واپسیں جلا

شعلے ہیں میری آنکہہ میں تجہہ بن بہرے ہوے
دیں کیوں نہ اشک گرم سرِ آستیں جلا

پردہ اُوٹہاکے چہپ لیے آپنے بام پر
او برق حسن خرمنِ ماہ مبیں جلا کو

سرتا قدم جلایا مجہے اور شمع ساں
کاٹے زباں اگر کہوں اوناز نیں جلا

بوئے کباب آتی ہے سینے سے ہر نفس
عیشی مگر میرا دل حسرت قریں جلا

پھر کیا چشم نے شوق لب جانان پیدا
پہر ہوئے اشک کی جا لعل بدخشاں پیدا

لذت درد کا کشتہ ہوں میری ہر رگ میں
قطرۂ خونکے عوض کاش ہو پیکاں پیدا

رنگ تاثیر بہی نالونکو وہی دیتا کاش
جسنے سینے میں کیا یہ دلِ نالاں پیدا

تب ملا آبلہ پائی کا مزہ جب ہووے
ساتہہ ہی آبلہ کے خار مغیلاں پیدا

داغ تنہائی سے جلنے کو ہوئے ہم عیشی
صورت شمع سرِ گورِ غریباں پیدا

کون پابند جنوں فصل بہار انہیں تہا
اس برس تنگ جوانی تھا جو زندانمیں تہا

دفن کس عارض روشنکا ہوا یہاں کشتہ
نور یہ شمع سر گور غریباں میں تہا

بے اثر عشق کچھ اپنا ہی ہوا ہے ورنہ
بیوفائی کا یہ شیوہ کبھی خوباں میں تہا

بسکہ میں درد کا جویا ہوں میری تلووں نکا
آبلہ کب طلب خار مغیلاں میں تہا

چشم پوشی ہے عبث مجھسے کہ مانند سرشک
دیکھنا مجھکو کہ ایک جنبش مژگانمیں تہا

تہمت جیب عبث مثل سحر ہے مجھپر
تام کو تار کبھی میرے گریباں میں تہا

اب بھی اوس رخسے اٹھے پردہ تو سو ہاتھ کٹیں
معجز حسن فقط یوسف کنعاں میں تہا

نہ چلے ہم کف پا آبلہ دار آخر کار
خار بھی اپنے نصیبوں کا بیاباں میں تہا

عیشی اس میکدہ میں کب ہمیں لائی تقدیر
درد بھی جبکہ خم بادہ پرستاں میں تہا

لذتیں چشم تماشا کو ملیں یہاں کیا کیا
یاد آویگا کوئی دن ہمیں گلستاں کیا کیا

اول شام خبر موت نے لی ورنہ ہمیں
رنج کیا جانے دکھاتی شب ہجراں کیا کیا

یاں اگر ہو نہ ہمارا قدم آبلہ دار
پھیلسکے رنج سہیں خار بیاباں کیا کیا

سنکے قصہ میری سوز شب تنہائی کا
شب جلی شمع سر گور غریباں کیا کیا

آمد عشق ہی میں صبر نے رخصت مانگی
اس سے رکھتا تھا توقع دل ناداں کیا کیا

گرد میرے ہوئے طفلاں پریرو عیشی
میں بیاں اپنے جنونکے کروں احساں کیا کیا

دشمن و دوست سے الفت ہے زبس کام اپنا
محتسب تہامے جو ساقی سے گرے جام اپنا

شعلہ رویونکا رہا بسکہ تصور ہمکو
جلگیا سینہ میں خون دل ناکام اپنا

دیکھکر عیشی آوارہ کی سرگردانی
بھول جاوے یہ چلن گردش ایام اپنا

تنہا میں اس جہانکی منزل میں رہ گیا
اور داغ ہمرہان سفر دل میں رہ گیا

یہاں وست دیا بھی ضعف سے ہٹنے نیا کہ اور
وہ خواہش تپیدن بسمل میں رہ گیا

اوٹھتے ہی تیرے بزم سے اوٹھا یہ غلغلہ
بہتوں کا دل کشاکش محفل میں رہ گیا

رویا میں یاد کرکے بہت ماجرائے دل
پروانہ جلکے رات جو محفل میں رہ گیا

عیشی مشابہت رخ جاناں سے تھی اسے
پر داغ عارض مہ کامل میں رہ گیا

دل جب تک اوسکی کاکلِ پیچاں سے دور تھا / میں تیرہ روز حالِ پریشاں سے دور تھا
گلچین کا دل جلا نہ کبھی اوسکے حال پر / تاثیرِ آہِ بلبلِ نالاں سے دور تھا
ہو یا نہ اوسکے دامنِ دل سے غبار کیں / جوشِ سرشک دیدۂ گریاں سے دور تھا
رکھا برہمنِ بادہ مصلیٰ ہزار حیف / عیشی یہ تجھسے صاحبِ ایماں سے دور تھا

ہوا سرمایۂ صد الامان ناسور سینہ کا / بنا صبحِ قیامت مرہم کافور سینہ کا
چراغ کعبہ و دیر اسکے شعلے سے ہوا روشن / تجلی گاہ کسکا ہے الٰہی طور سینہ کا
جدا سینہ سے کون آرامِ جان و دل ہوا عیشی / کہ ہے اب ہر سرِ مو غیرتِ ساطور سینہ کا

سیرِ گلشن گر دلِ پرجوش وحشت مانگتا / پہلے میں درد آشنا بلبل سے رخصت مانگتا
جستجو لائی ہے اوس صحرا میں مجکو تشنہ کام / غول سے ہے خضر جس وادی میں شربت مانگتا
مزرعۂ امید کی خشکی تھی ہمت کو قبول / آسمانسے پر نہ میں بارانِ رحمت مانگتا
گر دلِ دیوانہ کی مقبول کرتا حق دعا / میں لٹانے کیلئے گلزارِ جنت مانگتا
کام کا ہوتا نہوتا دونو یکساں تھے مجھے / کیا دعاے واشدِ بابِ اجابت مانگتا
کشت پر اوروں کی کر اے ابرِ تر جلوہ گری / یہاں ہے ہر دانہ دعا سے برقِ آفت مانگتا
چھا گئی ہے بسکہ تیری یاد میں خودرفتگی / آئینہ ہے وام مجھسے رنگِ حیرت مانگتا
ہوں جلا اوس داغ کا عیشی کہ ہے تاثیرِ سوز / میرے ہر ذرہ سے خورشید قیامت مانگتا

رکھتا ہوں لب عرض میں سرگرمِ بیاں بند / ہے شعلہ فانوس میں گر مونہ میں زباں بند
ناکامیٔ قسمت ہمیں تب بزم میں لائی / خشت سرِ خم کر چکے جب بادہ کشاں بند
تاکے کوئی ہر سال کے صدمے سہے ایکاش / ہو سلسلۂ فصلِ گل و عہدِ خزاں بند
پھر آنکھ نہ دیکھا کبھی جلوہ تیرا ہرچند / اکدم نہوئی چشمِ ہوس آئینہ ساں بند
یا کثرتِ نے دم ہے تنِ زار میں عیشی / زنہار نہونگے لبِ فریاد و فغاں بند

ہوا تنگ رگِ گل آستیں کا تار آخر / دکھائی دیدۂ خونبار نے میرے بہار آخر
وفا وارفتہ میری کب اس جفاکار کے قابل تھی / ستمگر تونے محبونکا کھویا اعتبار آخر
[illegible] صیاد جب آزاد کرنیکو / لگا پر کھولنے میرے ہوئی فصلِ بہار آخر

اسیر دام ہستی کو نہیں طول امل لازم
کہ ہو جاتی ہے پل میں یہ حیات مستعار آخر

نہ آیا آہ وہ بیرحم وقت نزع بھی عیشی
چلے ہم خاک میں با حسرت دیدار یار آخر

نے کبھی روئے نہ پٹکا سر کو گاہے سنگ پر
مفت اپنا خون ہوا جرم شکست رنگ پر

کیسے مشتاق نوا ہیں گوشہائے اہل بزم
کیا مصیبت پڑ گئی مرغان خوش آہنگ پر

آرزومند ہم آغوشی رہا میں نامراد
کیوں نہ آوے رشک مجھکو اوس قبائے تنگ پر

خواہش دل ہے یہ اوس مطرب پسر کو دیکھکر
تار کی جاگہ لگا دیجے رگ جاں چنگ پر

عیشیا دیوان رنگیں کے مرے ہر حرف کو
خندۂ دنداں نما ہے صفحۂ ارژنگ پر

ہیں زلف تابدار کے زندانیوں میں ہم
رہتے ہیں اولجھے سخت پریشانیوں میں ہم

نے سر بزیر تیغ ہلایا نہ دست و پا
تھے کتنے با ادب ترے قربانیوں میں ہم

خورشید پر نہ فخر کریں کیوں کہ ہیں ملے
اوس آستاں کی خاک کو پیشانیوں میں ہم

خون اوسکے ہاتھ میں دم تکبیر بھر گیا
محشر تلک رہینگے پشیمانیوں میں ہم

چپ غم نے کر دیا ہمیں عیشی وگرنہ تھے
اوستاد عندلیب غزلخوانیوں میں ہم

تبسم سے نہیں لب آشنا اپنے کبھو برسوں
ہنسے تھے زخم ساں لگا ہے سو روتے ہیں لہو برسوں

نہ اپنے نے ہمیں پوچھا نہ بیگانے نے وحشت میں
برنگ گل رہا چاک گریباں بے رفو برسوں

کسیکی نرگس مے رنگ کی گردش جو یاد آئی
رہے رندان میکش مست بے جام و سبو برسوں

چھٹائے سے دل مشتاق کا کب داغ چھٹتا ہے
کرے گو گریۂ طوفاں تلاطم شست و شو برسوں

جلایا ہے ہمیں ان گلرخوں کے داغ نے عیشی
ہماری خاک سے آیا کریگی گلکی بو برسوں

یہی وحشت ہے تو اکدن لگا کر آگ گلشن میں
پڑے ہونگے لپیٹے منہ کسی صحرا کے دامن میں

یہی ہے سوزش داغ جنوں تو جل بجھینگے ہم
برنگ اخگر افسردہ اکدن کنج گلخن میں

کرے کیا امتیاز کفر و دیں چشم حقیقت میں
وہی تسبیح کا رشتہ ہے زنار برہمن میں

جلایا زمزمہ نے اسکے دل ہم دردمندوں کا
لگا دے آتش گل کوئی بلبل کے نشیمن میں

موثر کب ہو دل نااہل میں ہو تربیت عیشی
نہ ہو زنہار سرمے سے بصارت چشم سوزن میں

سخن اسکے عجائب لطف لکنت میں دکھاتے ہیں
نزاکت سے زباں پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہیں

ستم ایک آشنا کے واسطے غیروں کے سہتے ہیں
خزاں کے ہم یہ صدمے گلکی خاطر سے اوٹھاتے ہیں

لب جاں پرور جاناں کرے شاید مسیحائی
اسی امید پر ہمسے ہزاروں زہر کھاتے ہیں

تن تنہا مبادا منزل ہستی میں رہ جاوے
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یاروں کے جاتے ہیں

طے کر گیا یہ راہ خوشا حال کارواں
ہم ناتوان رہ گئے دنبال کارواں

فریاد کس کے ہاتھ سے کیجے کہ جادہ وار
راہ وفا میں ہم ہوئے پامال کارواں

کوئی نہ رفتگان عدم سے پھرا ادھر
معلوم ہم کس سے کیجئے احوال کارواں

وہ رشک مہ بھی انکی سفر میں شریک ہے
عیشی زہے سعادت و اقبال کارواں

اپنا کیا ذکر ہست و بود کریں
بے نمودی کی کیا نمود کریں

درد راحت ہے کہہ طبیبوں سے
زخم کو ولکے مشک سود کریں

دی نہ رخصت علو ہمت نے
کہ غم نقص و فکر سود کریں

حق میں عیشی کی ہاتھو نہ کبھی
تم سے جو گفتگو حسود کریں

رات نہاتا تھا وہ لعبت شنگ آب میں
کشمکش موج سی ماہ تھا تنگ آب میں

نالہ کس آشفتہ کا گرم اثر ہے کہ آج
جا کے سمندر چھپا جائے نہنگ آب میں

طینت بد کو نہو مرشد کامل سے سود
چل نہ سکے خضر سے کشتی سنگ آب میں

دامن دریا میں ایک آگ سی تھی لگ رہی
رات جو اوترا تھا وہ شوخ فرنگ آب میں

بزم سے اوٹھا جو یار رندوں نے پھینکا وہیں
شیشہ رہے سنگ پر کاسہ بنگ آب میں

گریہ نے رخصت نہ دی یار کے دیدار کی
ڈوب گئے لیکے ہم دلکی امنگ آب میں

سامنے عیشی کے دیکھے چھٹے نہ لڑے غیر سے
ڈوب مریگا عبث ہوکے یہ تنگ آب میں

یہ لوٹتا ہے دل پر غم و ہوس خون میں
کہ صورت رگ گل غرق ہے نفس خوں میں

میں ایک شب کہیں گلشن میں جا کے رویا تھا
نہال گل رہے ڈوبے کئی برس خوں میں

ہمارے نالہ حسرت میں بسملوں کی طرح
پڑے تڑپتے ہیں مضمون پیش و پس خوں میں

یہ گل کس آبلہ پا کا کھلا کہ وادی کے
تمام ہوگئے رنگین خار و خس خوں میں

ادب نے اپنے ہی رخصت نہ دی کہ قاتل کا
بوقت قتل ڈبوئیں ہم فرس خوں میں

ہوئے اسیر تماشائے رنگ گل معلوم
ہجوم گریہ ڈبو دے گر قفس خوں میں

الٰہی کیجیو عیشی کی جان کی تو خیر
بھرا ہے آج سر دامن عسس خوں میں

تا فلک کس دن سر آہ سحر پہنچا نہیں
پر ترا دل سوئے رحم اے فتنہ گر پہنچا نہیں

زیست کی امید کیا رکھوں کہ سینہ میں مرے
ایک بھی پیکان بے لخت جگر پہنچا نہیں

سر گرانی اتنی بیمار محبت سے نکر
ایک دو دن سے اب اسکو نیشتر پہنچا نہیں

تخم ریزی مزرع ہستی میں کس امید پر
کار نخل آرزو یاں تا ثمر پہنچا نہیں

مجھسے صدمہ انتظار وصل کا پوچھو کہ یاں
روز کب وعدہ کا تا روز دگر پہنچا نہیں

مرحلہ پیری کا بھی طے ہونے آیا عیشی اب
فکر منزل کر کہ آگے یہ سفر پہنچا نہیں

رہ نقیں آیا وہاں کیا کیا چمن کی یاد ہیں
بوئے گل کی طرح ہم گلگشت کے خانہ زاد ہیں

جلوہ فرمائی کا مژدہ کسنے بھیجا ہے کہ آج
دیدہ و دل ہمدگر صرف مبارکباد ہیں

کس کی مژگاں نے ہمارے ساتھ کاوش کی شروع
خون کے قطرے رگوں میں نشتر فصاد ہیں

یاں رضا محبوب کی منظور خاطر ہے فقط
وصل ہو یا ہجر ہو ہر امر میں ہم شاد ہیں

کر چکا عیشی طواف خانہ کعبہ کا قصد
جب تلک ہندوستاں کے میکدے آباد ہیں

بہکا کدھر کدھر کو پھرا میں کہاں کہاں
افسوس مجھکو چھوڑ گیا کارواں کہاں

خود رفتگی اڑا ہمیں کیا جانے لے گئی
مانند نالہ جرس کارواں کہاں

تا چند سر کو پھوڑیئے دیوار باغ سے
رونق چمن کی لے گئی باد خزاں کہاں

مانند سایہ تا فلک اپنا عروج ہے
افتادگی سے پہنچے ہم آخر کہاں کہاں

نالہ سو بے اثر ہے دعا ہے سو نا قبول
کیا جانے آ گیا تھا وہ نامہرباں کہاں

لانا ادھر نہ بوئے گل اے موج باد صبح
میں گم دماغ اور یہ بار گراں کہاں

بے رحم باغباں ہے اور ہونا بہار
باندھا تھا ہم نے آ کے عبث آشیاں کہاں

بلبل زباں نکھولیو عیشی کے روبرو
اے بد دہن وہ زمزمہ پیرائیاں کہاں

یہ بھی رونا ہے کہ جسمیں سر مژگاں تر ہو
شکل گل خون سے نہ جیب تک گریباں تر ہو

زلف جاناں ہے مرا دل کہ کروں گلگشت
جنبش باد بہاری سے پریشاں تر ہو

لطف کیا بادیہ گردی میں نہ جب تک ہے قیس
اوسے آتے جو دیکھا بلبلوں نے سیر گلشن کو
محبت پیشہ ہوں میرا جگر خوناب ہوتا ہے
یہی انداز ہے گر حسن کی معجز بیانی کا
جنوں نے پائے وحشت آشنا باہر نکالے ہیں
گریباں گیر گردوں ہو غبار راہ محرومی
نقاب یار جب خلوت سرائے ناز میں اوٹھا
نہ دیکھا نازنینانِ چمن کا سانحہ عیشی
گل گراں گوش و چمن صورتِ حیرانی ہے
اوس بیابانگا میں آوارہ ہوا ہوں جسکی
محفلِ عیش میں کیا خاک لگے جی اپنا
رنگِ حسرت ہے زمیں روئے چمن پر جھپن
کفِ افسوس بہم ملتے ہیں مژگاں یعنی
قطع کر رشتۂ اسباب تعلق عیشی
گل وہ کہاؤں کہ میں محو تماشا ہووے
پاک طینت میں نہ تاثیر کرے طبع خسیس
جائے کیوں ہاتھ سے سر رشتۂ جمعیت دل
مجکو بھی یاد کرو بزم عدم میں یارو
آمد عشق ہے گر جمع دل ہوش و حواس
ناز و انداز میں وہ شوخ لگا کہنے تمیز
پر خطر راہ ہے اور رخت سفر بھاری ہے
غفلتِ کار میں اوقاتِ تعلق کر صرف
دو دستے زخم جگر کے بھی رہا میں محروم

خونِ پا سے نیشِ خار مغیلاں تر ہو
گئے سو شکر کے سجدے بچھا کر گلکے دامن کو
اگر گرتے زمیں پر دیکھتا ہوں اشک دامن کو
کرینگے دیر میں ہم سجدہ اوس طفلِ برہمن کو
مرے دامن سے ٹانکو عرصۂ محشر کے دامن کو
کسیکی خاک سے جھٹکا کسی ظالم نے دامن کو
پنہایا عکس رخ نے برگ گل ذرات روزن کو
جہاں سے اوٹھ گیا میں چھوڑ کر آباد گلشن کو
کس گلستاں میں ہمیں حکم غزلخوانی ہے
موجِ صرصر کی دم تیغ میں برّانی ہے
جام مے یار بن اک کشتی طوفانی ہے
نکہتِ گل نگہِ دیدۂ قربانی ہے
آخر اس دید کا انجام پشیمانی ہے
ترک جمعیت دل بے سرو سامانی ہے
امتحاں کا اوسے کچھ ذوق تو پیدا ہووے
دامنِ گل نہ کبھی گرد سے میلا ہووے
ہاتھ میں گرہ سر زلف چلیپا ہووے
ایک بستر کی کہیں خالی اگر جا ہووے
نذر سلطاں کو بہلا کچھ تو مہیا ہووے
عیشی اب دیکھیے احوال مرا کیا ہووے
خضر توفیق ازل وقت مددگاری ہے
مرغ تصویر کو کب رنج گرفتاری ہے
کسقدر سبز قدم مرہم زنگاری ہے

روح کو گور ہوئی کنج سیہ خانۂ غم
ہو نمیں وہ سبزہ کہ دہقان کو مرے جائے سحاب
بختیاری ہے جسے ہو مرضِ عشق نصیب
نالۂ مرغ چمن سنکے میں خوں روتا ہوں
غافل کار نرہ دام گہہ ہستی میں
گوہر اشک ہوں یکتا ہوں کہا نمیں عیشی
خامشی پردہ اوٹھاتی ہے ہمارے راز سے
خانہ پرور قفس ہو نمیں گرفتاری نصیب
محشر آشوب عالم ہے مرا مشت غبار
دیکھیے ہوتی ہے طے کیونکر یہ منزل بانصیب
کونسا دن تیرہ بختی کا نہ دکھلایا ہمیں
رائگاں نالے دعائے صبح گاہی بے اثر
جورسہنے کی اگر طاقت نہ تھی عیشی نہیں
آہ کھینچوں گر گلستاں میں دل بیتاب سے
فرش گلپر گر قدم رکھتا ہے وہ نازک مزاج
کشتی عمر تنک نظر آتی ہے طوفانی مجھے
خاک کے نیچے بھی ہرگز کچھہ نیا ہمنے چین
درد کی لذت کا عیشی کسقدر کشتہ ہو نمیں
تہ پہنچا ساتھہ یاران سفر کے ناتوانی سے
ادا فہمان شوق وصل کو طور تجلی پر
مرید مرشد ہمت ہو نمیں میری طریقت میں
ہیں سرگرم بیان سوزش داغ محبت سب
ہمارے غنچۂ دلکو تبسم کی نہ دی فرصت

کون ماتم میں مرے صرف عزاداری ہے
جلوۂ برق درخشانکی طلبگاری ہے
لاکھہ دردونکی دوا ایک یہ بیماری ہے
بلکہ دل شیفتہ لذت غمخواری ہے
خواب صیاد یہاں بخت کی بیداری ہے
نامرادی سے مجھے چشم خریداری ہے
بے صدا نغمہ بلند آہنگ ہے اس ساز سے
آشنا ہی تھے نہ میرے پر کبھی پرواز سے
ہوگیا پامال میں کسکے خرام ناز سے
کوسوں پیچھے رہ گئے ہیں زنگ کی آواز سے
ملکے سرمہ نے تیری چشم فسوں پرداز سے
سازشیں کرنی پڑیں ہیں طالع ناساز سے
جی لگانا فرض کیا تھا اوس بت طناز سے
سبزۂ خوابیدہ کو بیدار کردوں خواب سے
پاؤں اپنے پوچھتا ہے چادر مہتاب سے
حلقۂ مجلس نہیں کم یارین گرداب سے
آبلے ہیں دلمیں داغِ فرقت احباب سے
پوچھتا ہوں زخم دلکو چادر مہتاب سے
میں سر ٹپکا کیا ایک عمر سنگ سخت جانی سے
مزا دیدار کا ملتا ہے بانگ لن ترانی سے
کفن بھی ساتھہ لینا ننگ ہے دنیائے فانی سے
حذر کرتا ہے شعلہ بھی میری آتش زبانی سے
رہا شکوہ یہ شکوہ لطمۂ باد خزانی سے

شرابِ عشق کا ساغر دیا ہے مجھکو ساقی نے
نہ اوٹھونگا میں صبحِ حشر کو بھی سرگرانی سے

ہمیں وہ راہ بتلائی ہے فقرِ عشق نے عیشی
نشانِ رہگذر پیدا ہے جسمیں بے نشانی سے

یہ تصور نے ترے جلوہ گری دکھلائی
کہ مرے اشک میں دیتی ہے پری دکھلائی

مغتنم جان جوانی میں بہارِ غمِ عشق
پھر نہ دینگے گلِ داغِ جگری دکھلائی

کیا اوداسی ہے گلستاں میں کہ بھرتی دمِ سرد
آج دیتی ہے نسیمِ سحری دکھلائی

باغ تک آتے ہی آتے نہ رہے گل نہ بہار
نخلِ امید نے کیا بے ثمری دکھلائی

مینے عیشی سے جو پوچھا دلِ پرخوں کا حال
ایک صراحی ہے گلگوں کی بھری دکھلائی

نالۂ کب ہم ناتوانوں کا بلند آہنگ ہے
یاں شکستِ شیشۂ دل بھی شکستِ رنگ ہے

صلح کس سے تھی کہ دل وابستۂ آرام ہو
کس سے اب بگڑی کہ ہر دم عافیت سے جنگ ہے

ق

کل یہ ایک واماندہ با صد یاس بیٹھا جادہ پر
رو کے کہتا تھا ابھی جانا کئی فرسنگ ہے

ضعف دامن گیر ہم تنہا بیاباں پر خطر
نے غبارِ کارواں ہے نے صدائے زنگ ہے

ولولہ مجنوں میں کل عیشی سے مجھے آیا نظر
کشورِ وحشت میں اب وہ صاحبِ اورنگ ہے

یہ بہم پہنچا ہے اوسکو رتبۂ دیوانگی
جسکے نظارہ سے مجنوں بھی نہایت دنگ ہے

چھیڑ کے سمجھاتا ہے یہ مطلع اوسے با چشمِ زار
اوسکے یاروں میں جو اہلِ دانش و فرہنگ ہے

خویش و بیگانہ کو تیرے نام سے ننگ ہے
آہ عیشی زندگی کا یہ بھی کوئی ڈھنگ ہے

سرِ مژگاں پہ لگے لختِ جگر دیکھ چکے
یہ بھی ہم نخلِ محبت کے ثمر دیکھ چکے

چشمۂ خوں جو کسی نے نہ سنا تھا کا ہے
ہم وہ تیرے سبب اے دیدۂ تر دیکھ چکے

ضعف یہاں ہم پہ قوی دست ہے اور منزلیں
یار آسودہ ہوئے رنجِ سفر دیکھ چکے

دیکھیو عیشی کہیں بدنام نہو بیٹھکے یاں
بزمِ خوباں سے اوٹھو ایک نظر دیکھ چکے

بے اثر نکلیں جو کیں ناصح نے تدبیریں کئی
رات توڑیں تیرے دیوانے نے زنجیریں کئی

حق بجانب آپکے ہے چاہیے سو کیجیے
واقعی مجھسے ہوئیں ایسی ہی تقصیریں کئی

آستین و جیبِ عیشی سے نکالے تیغ نے
بت کئی پتھر کے اور کاغذ کی تصویریں کئی

تصور میں میری کس شوخ کی رنگیں ادائی ہے
کہ رنگِ اشکہائے چشمِ خوں پالا حنائی ہے

واں صیاد ظالم سان پر خنجر چڑھاتا ہے
اسیر دام یاں پابند امید رہائی ہے

برنگ سبزۂ بیگانہ ہم گلشن میں رہتے ہیں
نہ الفت باغباں سے ہے نہ گل سے آشنائی ہے

جہاں ہیں خفتگان خاک کی کیا خوب گذری ہے
نہ فرق بادشاہی ہے نہ تمیز گدائی ہے

اوٹھایا سر دل بیمار نے کیوں اپنے بالیں سے
مگر شاید کسیکے پاؤں کی آواز آئی ہے

نہ کرنا لذت شمشیر ابرو عام اے قاتل
یہ عیشی ہی تمہارا لائق تیغ آزمائی ہے

محو کون آج یہ سیر سر بازار میں ہے
نور کی سی چمک رخنۂ دیوار میں ہے

جبسے وہ رشک گلستاں پئے گلگشت آیا
ہر دم ایک تازہ خلل رونق گلزار میں ہے

جی نہ کس طرح لگا بیٹھتے اوس سے کہ عجب
دلکی تالیف کا افسوں نگہ یار میں ہے

موسم گل میں نہ کچھ پوچھو خبر عیشی کی
اول فصل سے وہ خانۂ خمار میں ہے

یہ نہ فرماؤ کہ کدھر جاوینگے
ہم تو اس بات میں مرجاوینگے

عشق کے رنج یہی ہیں تو ہم
ایکدن جی سے گذر جاوینگے

گم ہوئی بانگ جرس ہی یارب
ہمسے واماندہ کدھر جاوینگے

ننگ سے ہاتھ اوٹھا کر آخر
نام ہم عشق میں کر جاوینگے

لوگ کیا سنکے کہینگے دم نزع
آپ بالیں سے اگر جاوینگے

تا چمن دوش صبا پر صیاد
میرے اوکھڑے ہوے پر جاوینگے

ایدل آمادہ کر اسباب رحیل
کل رفیقان سفر جاوینگے

خوبرویونسے نہ دل اے عیشی
صاف دل لیکے مکر جاوینگے

چشم کس ترک کی شمشیر لئے پھرتی ہے
کہ قضا حسرت تکبیر لئے پھرتی ہے

کوئی اس فصل میں دیوانہ ہوا ہے شاید
کہ ہوا ہاتھ میں زنجیر لئے پھرتی ہے

قیس سرگشتہ خدا جانے کہاں ہے کہ صبا
خبر لیلئ دلگیر لئے پھرتی ہے

آج گلزار میں ہے جشن جلوس شہ گل
نفس باد مزامیر لئے پھرتی ہے

وقت تشویش ہے جمعیت خاطر کہ صبا
نکہت زلف گرہ گیر لئے پھرتی ہے

پھول یوں ہوگئے برباد کہ اب بلبل زار
آرزوئے گل تصویر لئے پھرتی ہے

گل نے کیا بے ادبی کی ترے آگے کہ نسیم
تازیانہ پئے تعزیر لئے پھرتی ہے

بادہ نوشاں خرابات مغاں مژدہ کہ آج
مغفرت دفتر تقصیر لئے پھرتی ہے

ضعف ہر چند کہ زنجیر قدم ہے عیشی
گردش خامۂ تقدیر لئے پھرتی ہے

شعلہ جائے تن یہاں مستور پیراہن میں ہے
ہر سر مو برگ نخل طور پیراہن میں ہے

ساز کیا پوشش سی مجکو شعلہ فانوس دار
جسم عریانی طلب مجبور پیراہن میں ہے

کسکی آہ آتش افشاں ہی اثر پیرائے سوز
ماہ تاباں جل رہا کافور پیراہن میں ہے

بوئے گل ہوں میری عریانی کے ویدے ہو بخبر
آپ کب رہنا مجھے منظور پیراہن میں ہے

ایک مجسم ناتوانی ہے یہاں سر تا قدم
لوگ کہتے ہیں تن رنجور پیراہن میں ہے

سوز دل سے پڑ گئے ہیں بسکہ یکسر آبلے
چشم عیشی خوشۂ انگور پیراہن میں ہے

اپنی وحشت کے بھی ظاہر طرز عنواں ہو گئے
ابکی فصل گل میں ہم بھی زیب زنداں ہو گئے

بند ہو گیا کسکا تصور رجو دل مشتاق کے
آبلے آئینہ دار چشم حیراں ہو گئے

شام فرقت کی بیاں میں کیا کروں تاریکیاں
روزیان رشک شب دیجور ہجراں ہو گئے

تجھکو اے رنج گراں جانی خدا غارت کرے
عاقبت ہم بار دلہائے عزیزاں ہو گئے

استخواں ہی کچھ فقط یاں خنجر پہلو نہیں
خوں کے قطرے بھی رگوں میں میری پیکاں ہو گئے

بسکہ اشک آتش آگیں چشم عیشی سے گرے
تار ہائے آستیں سرو چراغاں ہو گئے

کبھی صیاد چھیڑے ہاتھ لگا ہے باغباں ڈالے
چمن میں کیا سمجھ کر کوئی طرح آشیاں ڈالے

لہو سطح فلک پر موج مارے تیری فرقت میں
اگر دو چار قطرے میری چشم خونفشاں ڈالے

بنا کر مجھکو سر سے تا قدم ایک ضعف کا پتلا
قضا نے دوش پر کیا کیا مری بار گراں ڈالے

سواد مصر تک جذب محبت ساتھ رہ اسکے
مبادا راہ میں طرح اقامت کارواں ڈالے

نہ چھیڑ اے باغباں گلگو مبادا آہ و نالہ سے
چمن میں شور محشر بلبل آتش زباں ڈالے

وفاداری وہ دکھلاؤں کہ خود کھینچے پشیمانی
خدا سے چاہتا ہوں تو بلائے امتحاں ٹالے

ہجوم ناتوانی کم نہیں تسخیر عیشی کو
کوئی کیوں پاؤں میں ایسے کے زنجیر گراں ڈالے

ہم چمن میں جو کبھی نالہ و افغاں کرتے
شور ہونے سے نہ پھر مرغ خوش الحاں کرتے

ضعف نے دلکی ہوس دل ہی میں رکھی ورنہ
موسم گل میں نہ ہم چاک گریباں کرتے

کاش اے رخنۂ دیوار چمن تیری طرح
دور سے ہم بھی تماشائے گلستاں کرتے

دی اجل نے نہ اماں ورنہ دکھاتے وہ وفا
کہ تجھے تیری جفاؤں سے پشیماں کرتے

حسن کا عیب تھا ناز کا نقصان تھا
یاد بہوے سے کبھی گر ہمیں خوباں کرتے

مجھہ سبک روح کا اتنے ہی میں تھا کام تمام
ایک اشارہ لب خنجر مژگاں کرتے

کوس رحلت کی صدا آنے لگی عیشی او
ہم رہے راحلہ و زاد کا ساماں کرتے

بحر الفت میں ڈبونا خانماں درکار ہے
لطمہ یاں کشتی کو جائے بادباں درکار ہے

حسرت پیغام میں قوجی ندیں فرقت ہڈدے
یاد واماندگی ہی اے رفتگان درکار ہے

دل لگا بیٹھے ہیں ہم اوس سے کہ جسکے قصر تک
آہ کی تاثیر کو بھی نردباں درکار ہے

یاں مذاق جاں میں لے خضر آب حیواں تلخ ہی
اپنی گردنکو دم تیغ رواں درکار ہے

حاصل تحریر ہے یاں ذکر سوز داغ عشق
کلک عیشی کو سمند کی زباں درکار ہے

خوے دزدی زبس اس طبع ہوس کار کی تھی
آنکھ مرہون سدا روزن دیوار کی تھی

محفل عیش میں تھا بسکہ میں تجھہ بن دلتنگ
موج مے بارہ گلے پر مرے تلوار کی تھی

حشر تک لطمۂ صرصر کے طمانچے کہائے
خاک یہ کسکی محبت کے گنہگار کی تھی

تیری اعجاز نمائی سے خدا سمجھے مسیح
موت ہی زیست دوبارہ دل بیمار کی تھی

آب گل اشک کی جا آنکھ سے ٹپکا عیشی
یاد دلکو مرے کسکے گل رخسار کی تھی

ہر گام پائے سعی میں سو خار توڑیئے
سررشتہ جستجو کا نہ زنہار توڑیئے

دل اسنے اہل درد کا خونناب کردیا
مرغ ترانہ سنج کی منقار توڑیئے

پایا یہ لطف مرگ کہ مقدور ہو اگر
سررشتۂ حیات کو سو بار توڑیئے

ترک مراد دل ہے مروت کا مقتضے +
خاطر نہ دشمنوں کی بھی زنہار توڑیئے

ننگ مکاں سے بڑی مستی و ہشیاری تھی
ہمکو جب میکدۂ عشق میں میخواری تھی

رہے آباد تیرا خانۂ دام اے صیاد
دلکو کب سے ہوس دزدگرفتاری تھی

ماتم بلبل و پروانہ میں کی عمر تلف
بحر ہستی کی جو کی سیر تو مانند حباب
وعدۂ حشر کا کیونکر ہمیں رہتا عیشی
آسودہ ہوکے محفل ہستی میں کب رہے
پائے طلب تھکے ہیں کہاں آکے یا نصیب
ہر جام رشک ساغر جمشید ہے ہمیں
فرسنگ اول رہ الفت نہ طے ہوا
بیجا ہے اوس سے گرمی صحبت کی آرزو
جلا وے طور او سوز نہانی
کہاں ہم اور کہاں یہ نکہت گل
شراب صاف کا دے جام ساقی
وہ منزل ہے ہمیں درپیش جسمیں
نہ پیری میں ستا اے محنت عشق
کیا خاک در میخانہ مجھکو +
شب غم میں مواجل جلکے عیشی
ہستی کا جو اپنی تجھے مختار بناتے

بسکہ عادت تیری عشاق کی غمخواری تھی
[illegible] ہواداری تھی
قابل عفو کریم اپنی گنہگاری تھی
ہم زیر تیغ شمع نمط بے سبب رہے
دو چار کوس منزل مقصد کے جب رہے
آباد ساقیا تری بزم طرب رہے
گردشمیں عمر بھر مرے پائے طلب رہے
عیشی نگاہ گرم سے بھی جسکو تپ رہے
اوٹھائے کون ناز لن ترانی
نسیم صبح تیری مہربانی
مکدر ہے زلال زندگانی
نشان رفتگاں ہے بے نشانی
اوٹھاتی تھی ترے صدمے جوانی
جزاک اللہ دور آسمانی
سنا ہے شمع محفل کی زبانی
سو بار مٹاتا ہیں جو سو بار بناتے

تقطیع ۱۸×۲۲/۸ لکھائی چھپائی پسندیدہ کاغذ دبیز حجم ۴۸ صفحے ماہوار

رسالہ اردوئے معلی علی گڈھ

یعنی صحیح اور فصیح اردو کا مشہور و قابل دید رسالہ بہ حسین منجملہ

قیمت سالانہ مع محصولڈاک عہ
قیمت پرچہ نمونہ صرف ۲ر

مضامین دلچسپ ہر مہینے شروع میں زیر عنوان تذکرۂ شعرائے اردو زبان کے مستند اساتذہ کے حالات اور انکے کلام پر بے لاگ تنقید درمیان میں انتخاب بیاض اور موجودہ شعرائے ہند کی بہترین و منتخب غزلیں اور آخر میں اساتذۂ اردو کے غیر مطبوعہ و نایاب دواوین کا انتخاب بالالتزام شایع ہوتا ہے۔ ادبی حیثیت سے لاریب اردو کا اور کوئی رسالہ اردوئے معلے کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی

کاغذ سفید تقطیع ۱۸×۲۲/۸ — حجم ۱۲ جزو قیمت صرف عہ

اس کتاب کی خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے دو ایڈیشن چھپکر فروخت ہوچکے ہیں اور اب یہ تیسرا ایڈیشن چھاپا گیا ہے ابتدا میں غالب کے حالات اور اُن کے کلام پر تنقید موجود ہے اور ضمیمہ میں غالب کے غیر مطبوعہ اشعار درج ہیں

مکتوبات امیر مینائی معروف بہ خطوط منشی امیر احمد

مرتبہ ... و سوانحعمری امیر و موازنہ داغ و امیر مرتبہ حضرت ثاقب ... پارسی علی گڈھ۔ اس مجموعہ کی مولانا شبلی حالی مولوی علی حیدر طباطبائی شاد عظیم آبادی اسیر احمد علوی و حسرت موہانی وغیرہ نے بہت کچھ تعریف کی ہے کتاب کے آخر میں ان لوگوں کی تقریظیں بجائے خود قابل دید ہیں کاغذ سفید دبیز لکھائی چھپائی پسندیدہ حجم ۳۵۲ صفحے قیمت علاوہ محصولڈاک ... عہ

حیات جاودانی معروف بہ حیات تسلیم کامل

یعنی اُستاذی شیخ امیر اللہ تسلیم لکھنوی کی مکمل سوانح عمری مرتبہ حضرت عرش گیاوی شاگرد تسلیم۔ اس کتاب میں حضرت تسلیم کے واقعات زندگی کے علاوہ انکی شاعری پر ریویو ان کے ہمعصروں کے دلچسپ حالات اور ان کے بعض مشہور شاگردوں کا بھی مختصر تذکرہ موجود ہے کتاب کے شروع میں مرحوم کی عکسی تصویر اور آخر میں ایک دلچسپ ضمیمہ بھی شامل کردیا گیا ہے کاغذ سفید حجم ۱۰۰ صفحے قیمت ... ۸ر

اُردوئے معلے جلد دہم و یازدہم

یعنی اکتوبر سنہ ۹ء سے دسمبر سنہ ۱۰ء تک کے ۱۵ پرچوں کا نہایت دلچسپ اور قابل دید مجموعہ مجلد ... ... قیمت عہ

اردوئے معلے جلد دوازدہم از جنوری تا دسمبر سنہ ۱۱ء مجلد ... عہ

〃 جلد ۱۳ و ۱۴ از جنوری تا دسمبر سنہ ۱۲ء مجلد حجم ڈبل عہ

دیوان مصحفی مرتبہ حسرت موہانی ۸ر

دیوان قایم چاندپوری اُستاد مشہور قیمت ۴ر

دیوان جرأت مرتبہ حسرت موہانی قابل دید ۵ر دیوان صبا ۸ر
دیوان سحر لکھنوی ۸ر دیوان مہر مجلد تصنیف مرزا حاتم علی مہر مرحوم شاگرد ناسخ حجم ۲۰۵ صفحے تقطیع ۲۶×۲۰ عہ
رباعیات ماہ (عہ) تصنیف مرزا عنایت علی بیگ ماہ برادر مہر شاگرد آتش
کلیات سرور جہان آبادی ۴ر

انتخاب اُردوئے معلے قابل دید۔ پانچ سال کی ۱۰ جلدوں کے بہترین مضامین نظم و نثر کا انتخاب

قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ ... ... عہ

مجموعہ مثنوی سراپا سوز۔ اختر۔ اسرار محبت نواب محبت خان و مثنوی طلعت الشمس شمس لکھنوی مع حالات اختر و محبت و شمس قیمت ۴ر

دیوان شیفتہ مع تذکرہ شیفتہ و انتخاب دیوان فارسی ۸ر

دیوان میر سوز مع مقدمہ حسرت موہانی ... ۳ر

دیوان میر حسن صاحب مثنوی مشہور ... ۵ر

دیوان اشرف شاگرد نسیم دہلوی ... ۵ر

دیوان حسرت اُستاد جرأت ۴ر

رسالہ اصلاح مع ایضاح و اضافۃ الاغلاط از شوق نیموی ۵ر

المشتہر سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے اڈیٹر اردوئے معلی علی گڈھ